امام خمینیؒ کا عشق وعرفان

ایک تجزیہ

خانم شہناز پروین

امام خمینیؒ ۲۰ ر جمادی الثانی ۱۳۲۰ھ ق ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ایران کے شہر خمین میں پیدا ہوئے ۔ ان کے والد آیت اللہ سید مصطفےٰ موسوی جلیل القدر عالم دین مرحوم سید احمد موسوی کے صاحبزادے تھے ۔ امام خمینیؒ پانچ ماہ کی عمر میں باپ کے سایہ شفقت سے محروم ہوگئے اور ان کی شہادت کے بعد امام خمینیؒ نے اپنی مہربان ماں اپنی شفیق پھوپھی اور اپنے بڑے بھائی آیت اللہ مرتضیٰ کی سرپرستی میں پرورش پائی۔

امام خمینیؒ کا بچپن اور نوجوانی کا دور خمین میں گذرا ، انھوں نے ابتدائی تعلیم وہیں رہ کر مقامی علماء وفضلاء سے حاصل کی۔ ۱۹ برس کی عمر میں وہ مزید تحصیل علم کیلئے عراق تشریف لے گئے ، اس زمانے میں عراق کا شمار ایران کے بڑے دینی وعلمی مراکز میں ہوتا تھا۔ عراق کا حوزہ علمیہ آیت اللہ العظمیٰ مرحوم حاج شیخ عبد الکریم حائری یزدی کی سرپرستی میں بہت بڑی دینی درسگاہ تھی۔ آیت اللہ حائری نجف اشرف کے حوزہ علمیہ کے فارغ التحصیل اور مجتہد تھے ۔ انھیں عراق کے علماء وفضلاء نے عراق کے حوزہ علمیہ کی سرپرستی کے لئے خصوصی طور پر بلایا تھا۔ ۱۳۴۰ میں آیت اللہ حائریؒ مذہبی شہر قم کے سرکردہ علماء کی درخواست پر عراق سے قم چلے گئے۔ وہاں وہ اسلامی علوم ومعارف کی تحصیل وتزکیۂ باطن میں مشغول ہوگئے ۔ انھوں نے آیت اللہ حائری اور آیت اللہ شاہ آبادیؒ جیسے اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ وہ اپنے علمی ذوق وشوق ، غیر معمولی استعداد ، لیاقت اور پسندیدہ انسانی واسلامی اخلاق وفضائل کی بدولت بہت جلد مختلف

اسلامی علوم میں مہارت حاصل کرکے اجتہاد کے بلند درجہ پر فائز ہوگئے۔

مرحوم آیت اللہ حائری کی وفات کے بعد امام خمینیؒ کا درس فلسفہ قم کی عظیم دینی درسگاہ کا سب سے بڑا تدریسی حلقہ ہوا کرتا تھا۔ پانچ سو سے زیادہ نوجوان طالب علم پورے ذوق وشوق سے امام کے حلقۂ درس میں کسب فیض کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے وہ شمع علم وفضل کے گرد پروانہ وار حلقہ باندھے علم ودانش کے اس بحر بیکراں سے استفادہ کیا کرتے تھے۔

حوزہ علمیۂ قم جس کی بنیاد مرحوم آیت اللہ حاج شیخ عبد الکریم حائری یزدی نے آہنی عزم اور بلند ہمتی سے رکھی تھی بہت کم مدت میں نوجوان اور قابل علماء کا بابرکت مرکز بن گیا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران کے سیاسی حالات بدل گئے۔ رضاشاہ نے دینی اور اسلامی امور اورخصوصاً حوزہ علمیہ قم سے متعلق اپنی دشمنی کا کھلم کھلا اعلان کردیا۔ ان نازک اورخطرناک حالات میں امام خمینیؒ جو اس عظیم اسلامی درسگاہ کے نمایاں ترین عالم دین تھے مجاہدانہ انداز میں ڈٹ گئے رضا خاں کے خلاف نعرہ مردانہ بلند کرکے رضاخاں کے خوف سے چھائے ہوئے سکوت کوتوڑ ڈالا۔

امام خمینیؒ ۱۴ سال جلا وطن رہے۔ جلا وطنی کے بعد ایران واپس آئے آخر کار ۱۱رفروری ۱۹۷۹ء کو انقلاب اسلامی ایران نے عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔ امام خمینیؒ گیارہ سال تک اسلامی جمہوریہ ایران میں مہر درخشاں بن کر چمکتے رہے اور ان کے وجود مسعود سے قوم کو زندگی کی حرارت ملتی رہی۔

امام خمینیؒ قدس سرہ نے مختلف اسلامی موضوعات پر بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ انھوں نے اپنے غیر معمولی افکار عالیہ کی بدولت تمام اسلامی علوم اور ان کے مختلف شعبوں سے متعلق گرانقدر کتابیں جیسے فلسفہ، کلام، منطق، عقاید، فقہ، اصول فقہ، اخلاق، آداب، علم الاجتماع، اسلام میں حکومت کا تصور، قانون، اقتصادی اور سیاسی مباحث وغیرہ تحریر کی ہیں۔

۱۹۷۹ء میں وقوع پذیر ہونے والے انقلاب کے بارے میں امام خمینیؒ جو عرفانی نکتہ

نظر رکھتے تھے اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ امام خمینیؒ کے مکتوبات اور بیانات میں بکثرت ایسے شواہد موجود ہیں جن کے مطابق اسلامی انقلاب کو زمینی عوامل اور مشیت الٰہی پر مشتمل ایک واقعہ کے طور پر دکھایا گیا ہے۔

امام خمینیؒ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ وہ مجسم طور پر عرفانی افکار کے پرتو تھے اور وہ ہمیشہ عرفانی افکار پر کاربند رہے۔ امام خمینیؒ ان معدودے چند عارفین میں سے ایک ہیں جن کا سیاسی عرفان شریعت سے جنم لیتا ہے اور غیبت کی طرف آگے بڑھتا ہے۔ امام خمینیؒ کے افعال وکردار کی عرفانی بنیادیں تیزی سے دینی اور شرعی قالب میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔ وہ کبھی بھی ذکر الٰہی اور خدا کی یاد سے غافل نہیں رہے یہی وجہ ہے کہ ان کا شعری کلام عرفانیت سے خالی نہیں ہے۔

''دولت عرفان'' عنوان کے تحت امام امت آیت اللہ العظمیٰ خمینی طاب ثراہ کی کتاب ''چہل حدیث'' کا کچھ حصہ آپ کی خدمت میں عرض کرتی ہوں۔

شرح حدیث:- کسی فوج کے ایک حصہ کو سریہ کہتے ہیں کہا جاتا ہے۔ کہ بہترین سریہ وہ ہے جو چار سو افراد پر مشتمل ہو۔ حدیث کے متن سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ انسان ایک ایسا عجوبہ ہے جس کی ایک زندگی میں دو زندگیاں اور جس کے وجود میں دو کائنات ہیں۔ ایک تو وجود ظاہری، جو دنیوی اور طبعی لحات کے ساتھ اس کی جسمانی زندگی ہے۔ دوسرا وجود باطنی جو غیبی اور ملکوتی ہے یعنی اس کا روحانی وجود۔ اس کے کئی درجات ہیں جن کو عام طور پر کبھی سات درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور کبھی چار میں، کبھی تین میں اور کبھی صرف دو درجوں میں۔ ہر درجہ میں اس کی مناسبت سے لشکر متعین کیئے گئے ہیں وہ لشکر جو اس کی روحانی اور عقلی صلاحیتوں کے رہنما ہیں اور اس کو عالم بالا کی طرف کھینچتے ہیں اور اس کو نیکی وسعادت کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس کے مقابل دوسری قوتیں ہیں جو جہل اور شیطانی قوتوں کی نمائندہ ہیں۔ سفلی جذبات کو بھڑکاتی ہیں اور شقاوت (اخلاقی رذائل) کی طرف کھینچتی ہیں۔ ہر وقت ان دونوں

قوتوں میں کشمکش اور جنگ وجدال کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب رحمانی قوتوں کا غلبہ ہوتا ہے تو انسان صاحب سعادت و رحمت سمجھا جاتا ہے۔ فرشتوں کا رتبہ پاتا ہے اور اولیاء اور بندگان صالحین کے زمرے میں شامل ہوتا ہے۔ اگر جہل اور شیطانی قوتوں کا غلبہ ہوتو انسان ایک ظالم اور شقی فرد کہلاتا ہے۔ و ہ کافروں اور شیطانوں کا ہم قبیلہ ہوتا ہے اور خدا کے حضور سے دھتکارے ہوئے ملامت زدوں کے زمرے میں شامل ہوجاتا ہے۔

پہلا قدم: تامل اور غور وفکر:

یعنی خدا کی جانب حرکت کرنا اور اپنے بارے میں غوروفکر کرنا مجاہدۂ نفس کی پہلی منزل ہے۔ بعض علمائے اخلاقیات نے اسی عمل کو پانچویں درجے میں رکھا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے روز و شب میں سے کم از کم تھوڑا سا وقت نکال کر سوچیں کہ ہم پر پیدا کرنے والے خداوند متعال کے لئے جس نے ہمیں پیدا کیا اور ہم کو ہر طرح کی دنیاوی نعمتوں اور راحتوں سے مالا مال کیا جو انسان کے لئے نفع بخش ہیں اور جن کی کارگزاریاں بڑے بڑوں کی عقل کو حیرت میں ڈال دیتی ہیں باوجود اتنی ساری نعمتوں سے نواز نے کے اس نے ہماری ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا ہماری رہنمائی کے لئے کتابیں نازل کیں اور ہم کو اپنی طرف دعوت دی۔ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ اس پروردگار کے لئے ہم کیا کرسکتے ہیں۔ کیا یہ سب چیزیں صرف اس مقصد کے لئے عطا کی گئی ہیں کہ ہم اپنے حیوانی وجود کو اور اس کی خواہشات ہی کی تشفی کریں جن میں ہمارے ساتھ دوسرے حیوانات بھی شریک ہیں؟ یا ہماری زندگی کا کوئی اور مقصد بھی ہے؟ کیا انبیائے کرام، اولیائے عظام اور حکمائے عالی مقام نے، ہر قوم وملک کے افراد کو عقل وشرع کے اصولوں پر چلنے کی دعوت نہیں دی؟ کیا انھوں نے انسانوں کو ہوس پرستوں سے دور رہنے اور اس دنیائے فانی سے پرہیز کرنے کا سبق نہیں سکھایا؟ کیا سب لوگ انسان دشمن تھے، اور ہیں؟ یا ہم نفسانی خواہشوں کے ہاتھوں مجبور بھٹکتے ہوئے انسان اپنی نجات کا راستہ نہیں جانتے؟ اس سلسلے میں امام خمینیؒ کا شعر پیش خدمت ہے۔

فارسی:

طاعت نتوان کرد گناہی بکنیم
از مدرسہ رو بخانقاہی بکنیم
فریاد انا الحق رہ منصور بود
یارب مددی کہ فکر راہی بکنیم

اردو:

نہ ہوگی ہم سے اطاعت ، چلو گناہ کریں
ہٹاؤ مدرسہ رخ سوئے خانقاہ کریں
صدائے ساز اناالحق تو ہے رہ منصور
سہارا چاہئے یارب کہ فکر راہ کریں

عزم وارادہ:

نفس کے جہاد میں اگلی منزل جو غور وفکر کے بعد مرد مجاد کو طے کرنی ہوتی ہے وہ عزم وارادہ کی منزل ہے۔ یہ اس ارادہ سے بالکل مختلف ہے جس کا ذکر شیخ رئیس نے 'اشارات' میں عرفان کے اولین درجات کے زمرے میں کیا ہے ہمارے بعض مشائخ نے بھی عزم وارادہ جو اس مقام کے لئے لازمی ہے وہ گناہوں سے پرہیز کرنے اور تمام واجبات کو انجام دینے کے عہد کا نام ہے۔ یہ عبارت ہے اس لئے کہ جو کچھ کوتاہیاں اس سے زندگی میں سرزد ہوئیں ہیں ان کا کفارہ ادا کرے اور آخر کار انسان اپنے ظاہر کو عقل اور شرع کے سانچے میں ڈھال لے۔ کیونکہ عقل وشرع کا حکم ہے کہ'' ان کے مطابق عمل کرے۔ یعنی زندگی میں اس کا عمل شرع کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہونا چاہئے۔ اور اس کا ظاہر رسول خداؐ کے عادات واطوار کی تقلید پر مبنی ہو وہ اپنی زندگی کو رسولؐ کی زندگی کے سانچے میں ڈھالے گا اور اس کے

تمام اعمال واجبات کی پابندی اور مکروہات کو ترک کرنے سے عبارت ہوں گے وہ بزرگوار کی پیروی کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے گا۔

یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ معارف الٰہی کا راستہ اس وقت تک طے نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ انسان پہلے قدم کے طور پر شریعت کے ظاہر کی پابندی سے آغاز نہ کرے۔ کوئی مرد اپنی روحانی زندگی کی قدروں کو نہیں پاسکتا۔ جب تک وہ شریعت کے قوانین کی نیک نیتی سے پابندی نہیں کرتا۔ وہ اخلاق حسنہ کی بلندیوں کو حاصل نہیں کرسکتا نہ ہی یہ ممکن ہے کہ معرفت الٰہی کا نور اس کے دل میں جلوہ فگن ہو اور علم باطن کے اسرار اس پر منکشف ہوں ۔جب اس پر حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے اور اس کے دل میں معرفت الٰہی کے انوار اترتے ہیں تب بھی وہ شہوت کے ظاہری آداب کا پابند رہتا ہے۔

امام خمینیؒ نے فرمایا ہے۔

فارسی:

از هستی خویشتن گزر باید کرد
زین دیو لعین صرف نظر باید کرد

اردو:

اپنی ہستی سے آگے گزر چاہئے
اس خباثت سے صرف نظر چاہئے

جدوجہد:

اس میں ارادہ عزم کو قائم رکھنے کی کوشش کو بتایا ہے۔ خدانخواستہ اگر تو اس دنیا سے کوچ کرجائے تو ایک بے مغز ہیولے سے زیادہ نہ ہوگا۔ گناہ کرنے کی جرأت آہستہ آہستہ انسان کے ارادے کو کمزور اور کھوکھلا بنادیتی ہے اور اس سے انسانیت کے قیمتی جوہر کو چھین لیتی

ہے۔ سب سے زیادہ جو چیز انسان کے ارادہ اور عزم کو کمزور کرتی ہے وہ موسیقی ہے اس لئے گناہوں سے کنارہ کشی کرو اور سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کرنے کا عزم کرو۔ اپنے ظاہر کو حقیقت کے سانچے میں ڈھال لو اپنے آپ کو اللہ والوں کے زمرے میں شامل کرو۔

فارسی:

فرہاد شو وتیشہ بر ایں کوہ بزن
از عشق ، بہ تیشہ ریشۂ کوہ بکن
طور است وجمال دوست ہمچون موسیٰ
یاد ہمہ چیز را جز او دور فگن

اردو:

فرہاد ہو، جااور الٹ دے یہ پہاڑ
لے تیشہ عشق اور اسے جڑ سے اکھاڑ
جلوہ بھی ہے ، طور بھی! تو موسیٰ بن کر
اک اسکے سوا ، دل میں جو بستی ہو، اجاڑ

محاسبہ ومشارطہ:

اپنے نفس کے ساتھ لڑنے والے مجاہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اعمال کے بارے میں سوچے سمجھے اور ران کا جائزہ لے۔ یہ امور مشارطہ، مراقبہ اور محاسبہ کہلاتا ہے۔ مشارطہ یہ ہے کہ دن شروع ہوتے ہی اپنے آپ سے اس چیز کا عہد کرے کہ آج دن وہ خدا کے حکم کی کوئی خلاف ورزی نہیں کرے گا اور وہ اسی شرط پر مضبوطی سے قائم رہنے کی کوشش کرے۔ مراقبہ جب انسان اپنے آپ سے نیکی کا عہد (مشارطہ) کرلیتا ہے تو مراقبہ کا مرحلہ اس کے سامنے آتا ہے اس عمل کے دوران انسان مجاہد کو ہر وقت اپنے عمل کے بارے میں

چوکنا رہنا چاہئے اور اسے فرض سمجھنا چاہئے کہ اپنے عہد پر کاربند رہے۔ اگر خدانخواستہ تمہارے دل میں کوئی گمراہ کن خیال آئے تو یہ سمجھ لو کہ یہ شیطان اور اس کے ہمنوا ہیں جو تم کو اپنے عہد سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ شیطان سے کہدو کہ آج کے دن تم نے اپنے آپ سے خدا کی نافرمانی نہ کرنے کا عہد کیا ہے۔

فارسی:

صوفی بہ رہِ عشق صفا باید کرد
عہدی کہ نمودہ ای وفا باید کرد
تاخویشتنی ، بہ وصل جانان نرسی
خود رابہ رہ دوست فنا باید کرد

اردو:

طے عشق و صفا کا راستہ کرنا ہے
جو عہد کیا ہے،وہ وفا کرنا ہے
ہے شوق وصال گر، تو پھر چھوڑخودی
خود کو ، رہ دوست میں فنا کرنا ہے

ذکروفکر:

ذکر سے مراد ہے خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا اور انسان پر اس کی گوناگوں نعمتوں کا تذکر۔ یہ جان لو کہ انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے محسن کا احترام و اکرام کرے۔ اگر کوئی انسان اپنی کتاب ذات کی مطالعہ کرے تو وہاں ضرور یہ لکھا ہوا پائے گا کہ انسان کو اپنے اوپر احسان کرنے والے اور نعمتیں عطا کرنے والے کا شکرگزار ہونا چاہئے یعنی وہ ہر لحظہ اللہ کا ذکر کرتا رہے اور کبھی بھی اللہ کی یاد اور اس کے بتائے ہوئے راستے سے غافل نہ ہو۔

فارسی:

این فلسفہ را کہ علم اعلیٰ خوانی
برتر ز علوم دیگرش میدانی
فارسی ز رہ سالک عاشق نگرفت
ہر چند بعرش اعظمش بنشانی

اردو:

یہ فلسفہ جس کو علم اعلیٰ سمجھا
ہر علم سے سربلند و بالا سمجھا
یہ خارِ رہِ سالک عاشق بھی نہیں
تو زیب دہ عرش معلیٰ سمجھا

اب آپ کی خدمت میں ''امام خمینیؒ کا عرفان'' بیان کرتی ہوں۔

تاریخ کی عظیم ہستیوں کے حیرت انگیز کملات میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی شخصیت کے گوناگوں پہلوؤں کے تحت ہر گروہ اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان کی زندگی کے کسی ایک پہلو سے خیرہ ہوکر اسی ایک پہلو پر سوچنے لگتا ہے۔ ظاہر ہے ہر صاحب کمال اپنی استعداد کے مطابق ان کو کسی ایک میدان میں فضیلت کی چوٹیوں پر دیکھتا ہے اور ان کی دوسری فضیلتوں سے غافل رہتا ہے۔ کچھ لوگوں کی نظریں ان کے فقہ واصول کے احاطہ پر مرکوز ہیں اور علوم منقولہ میں ان کی گہری معلومات کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو کچھ لوگ ان کی شجاعت ودلیری سے مات ہوکر ان کی شیر دلی کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ ایک گروہ ان کی دور اندیشی اور تیز بینی سے متاثر ہوکر انگشت بدنداں ہے تو دوسرا گروہ ان کے غیر معمولی حسن نظم وتدبیر پر سردھنتا رہتا ہے۔ اسی طرح صاحبان سیر وسلوک ان کو عرفان تکامل کی راہ طے کرلینے والے توانا شیخ ومرشد کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔

البتہ جو چیز اس مرد الٰہی کے تمام کمالات وامتیازات کے درمیان بنیادی و اساسی کردار کی حامل ہے وہ ان کا عرفانی تصور کائنات ہے۔ عرفانی نقطہ نظر جس نے عملی سیر وسلوک کے ساتھ ضم ہو کر ان کو ایک انسان کامل بنادیا ہے۔

اس ضمن میں امام خمینیؒ کے عرفانی نظریات کی خصوصیتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے یہاں اس نکتہ کی طرف متوجہ کردینا چاہتی ہوں کہ اسلامیہ جمہوریہ ایران کے بانی، قبل اس کے کہ عوامی سطح پر قائد ورہبر، اور ایک بڑے طبقے میں مرجع تقلید کے عنوان سے یا حوزہ علمیہ میں ایک بزرگ فقیہ اور ماہر اصول کی حیثیت سے جانے، پہچانے اور مانے جائیں۔ حوزہ علمیہ قم میں علماء واساتذہ کے درمیان ایک ایسے اولیٰ صفت پاکیزہ چہرے کے طور پر معروف تھے جس نے الٰہی معارف اور عرفانی حقائق کے اکتساب کے لئے برسوں حضرت آیت اللہ میرزا محمد علی شاہ آبادی جیسے استاد کے سامنے زانوے ادب تہہ کیا ہے اور ان کے ایسے عارف وکامل کے ارشاد ونصیحت کے ذریعہ خود بھی مقامات معنوی کے اعلیٰ مراحل طے کرچکا ہے کہ اس کا ذوق معنوی مباحث سے سرشار ہے

اس مرد عظیم کے تالیفاتی سلسلہ پر ایک نظر خود اس بات کی گواہ ہے کیونکہ امام خمینیؒ کی سب سے پہلی یادگار شرح دعائے سحر'' ہے جو انھوں نے صرف ستائیس سال کی عمر میں تحریر فرمائی ہے۔ (۱۳۴۷ ہجری قمری) اس کے بعد ۵۳ سال کی عمر میں (۱۳۵۵ ہجری قمری) شرح فصوص الحکم ومصباح الانس کی تالیف تکمیل کرتے ہیں۔ یقیناً اس پایہ کی تالیفات کو اور وہ بھی اوائل تحقیق وتصنیف میں علوم عرفانی پر نظر رکھنے والے صاحبان فن اور اہل بصیرت بھی حیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر یہ دیکھ کر کہ انھوں نے اس وقت قلم اٹھایا جبکہ ابھی انھیں اپنے استاد سے فارغ ہوئے کچھ عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کیونکہ ۱۳۵۰ ھ میں ''مصباح الانس'' جو عرفان نظری کے متون عالیہ میں سے ہے آپ اپنے استاد آیت اللہ شاہ آبادی کی خدمت میں شروع کرتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد قم سے استاد کے ہجرت کرجانے کے سبب

درس کا سلسلہ رک جاتا ہے۔ چنانچہ امام طاب ثراہ نے شرح مصباح الانس کے حاشیہ میں صفحہ ۴۴ پر خود تحریر فرمایا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

''اس صفحہ تک میں نے یہ کتاب اپنے استاد عارف کامل شاہ آبادی روحی فداہ کی خدمت میں پڑھی اتفاقاً انھیں تہران منتقل ہونا پڑا جس کے سبب ان کے فیض سے محروم ہوگیا خدا ان کا سایہ باقی رکھے۔''

امام خمینیؒ طاب ثراہ کے عرفانی افکار کی بنیاد و اساس توحید سے متعلق ان کے گہرے تصورات پر استوار ہے اس سلسلہ میں وہ بار ہا صراحت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ تمام کلمات واصطلاحات، حتی جو کچھ اہل عرفان کہتے ہیں سب نارسا اور توحید کی حقیقت بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

امام خمینیؒ کی عرفانی بصیرت کی خصوصیات

ظاہر وباطن کا آپس میں جڑا ہونا

کچھ صاحبان شریعت دین کے ظاہری احکام وآداب کو سب کچھ سمجھ لیتے ہیں اور باطن سے جو اس کی اصل روح وجان ہے غفلت برتتے ہیں اور دوسری طرف کچھ لوگ اپنی تمام کدوکاوش اور تلاش وجستجو باطن پر مرکوز کردیتے ہیں اور ظاہر پر اعتبار اور اہمیت کے قائل نہیں ہیں اور ان دونوں خطاکار گروہوں کے بالمقابل سچے عارفین کی منزل ہے جو مقام باطنی تک پہنچنے کے لئے شرع مقدس کے ظواہر ودستورات کی پیروی کرتے ہیں اور شرعی آداب واحکام کی پابندی کے بغیر کمال تک رسائی کو ناممکن جانتے ہیں۔ وہ شیوۂ وراہ جو عالم معنی سے مربوط ہے اور ظاہر جو کہ سروباطن سے وابستہ ہے وہی ہے جو خدا اس کے رسول اور اس کے اولیا کے اقوال وگفتار کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ دینی احکام وآداب یعنی شرح مقدس الٰہی (کتاب سنت) کے ظواہر کا علم اسرار ربانیہ، انوار غیبیہ اور تجلیات تک رسائی مجاہد مقصود حقیقت تک نہیں

پہنچ سکتا تھا۔ اور حاشیہ میں خاص طور سے فرماتے ہیں کہ ''شریعت'' کے بغیر طریقت'' و ''حقیقت'' تک نہیں پہنچا جاسکتا اور اگر ظاہر پر جس طرح ہونا چاہئے توجہ اور احترام ہو تو یہ چیز یقیناً انسان کو باطن تک پہنچا دیتی ہے۔

عقل وکشف اور برہان وعرفان میں ہم آہنگی

امام خمینیؒ طاب ثراہ کے نظریہ کے مطابق اگر چہ عرفان عقل سے الگ ایک چیز ہے لیکن کسی بھی عالم میں عقل صریح کا مخالف نہیں ہے کیونکہ عقلی برہان بھی صاحبان عرفان کے شہود کے خلاف نہیں ہے۔

عرفاء کے کشف وشہود کا طریقہ اگر چہ عقل سے ماوراء ایک راہ ہے لیکن یہ امر مقدمات بدیہہ کی بنیاد پر سیر کرنے والی عقل صریح کے خلاف نہیں ہے۔ مشاہدات ذوقیہ ہرگز برہان اور براہین عقلیہ کی مخالفت نہیں کرتے کہ صاحبان عرفان کے مشاہدے کے خلاف ہوں۔

جامعیت اور وسیع النظری

معنوی اور عرفانی افکار اپنے تمام تر تقدس و احترام کے باوجود امام خمینیؒ کے ذہن کو اسلام کے دوسرے زندگی بخش پہلوؤں کی طرف سے غافل نہیں بناتے کیونکہ وہ اسلام کو ایک جامعیت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس آسمانی نظام ومکتب کو صرف اہل عرفان کے اقوال وتعبیرات میں منحصر نہیں کرتے۔ حتی ان لوگوں سے جو عموماً انسانی زندگی کے سیاسی واجتماعی پہلوؤں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک طرف سے تمام قرآنی آیات وروایات کو اپنے مصنوعی تخیلات کے پرتو میں تفسیر کرتے ہیں۔

محی الدین ابن عربی پر خصوصی توجہ:

محی الدین ابن عربی خاص طور پر اسلام عرفان کے ''باوا آدم'' کی حیثیت سے یاد کیے جاتے ہیں کیونکہ انھوں نے عرفان نظری کو محکم واستوار پایوں کی بنیاد پر ا بہترین صورت

میں بیان ونظم کیا ہے۔ آپ کے آثار اتنے مستحکم اور گہرائی کے حامل ہیں کہ تقریباً ہزار سال گذر جانے کے باجود آج بھی درس وتحقیق کے متون کے طور پر دینی درسگاہوں اور یونیورسٹیوں میں علمی دنیا کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔

بہر حال حضرت امام خمینیؒ کے عرفانی افکار میں ابن عربی کی جانب خصوصی توجہ کی جھلک ملتی ہے۔ ایک طرف تو ان کو "الشیخ الکبیر" کے عنوان سے یاد کرتے ہیں اور دوسری طرف مختلف مباحث میں ان کے اقوال کو نقل اوران کی تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آزاد اندیشی اور محققانہ طریقہ نظر:

حضرت امام خمینیؒ نے محض عرفانی کتابوں کے متون کے مطالعہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے سلسلہ میں کدو کاوش اور تحقیق وجستجو سے کام لیا ہے۔ آپ اتنی علمی قوت وتوانائی کے حامل ہو چکے تھے کہ بلا جھجک آزادانہ طور سے ان پر تنقید وتبصرہ اور ان کی قدر وقیمت اور اہمیت بیان کردیتے تھے نہ تو کلمات وعبارات آپ کو خیرہ کرتے اور نہ ہی صاحبان قلم کا تقدس واحترام آپ کو اپنی بات کہنے سے روکتا تھا۔

اجتماعی فیصلوں میں عرفانی تصور کائنات کی کارفرمائی۔

امام خمینیؒ طاب ثراہ کے سیاسی واجتماعی رجحانات اور فیصلے بلاشبہ توحید کے بارے میں آپ کے بلند افکار ونظریات سے متاثر تھے۔ دوسرے لفظوں میں آپ کا عرفانی تصور کائنات جس وقت اجتماعی زندگی میں جلوہ گر ہوا تو ان امتیازی خصوصیات کی حامل امام خمینیؒ جیسی عظیم شخصیت وجود میں آئی جو اپنے اندر گہرے احساس وادراک بے نظیر ثبات واستقامت پر جوش دلیری وشجاعت آئندہ کے بارے میں زندگی بخش امید وآرزو، عزم راسخ اور ناقابل تسخیر ارادے سموئے ہوئے تھی۔

مختصر یہ کہ ہمیشہ اور ہر جگہ آپ کی رہنما تحریروں اور پیغاموں کی اصل وبنیاد توحید پر استوار عرفان ومعنویت کی خوشبو لیے نظر آتی ہے۔

امام جب بھی اپنی ذمہ داریوں سے فرصت پاتے تھے تو خلوتوں اور اوقات خاص میں موزوں کلام کا سہارا لے کر آتش دل پر پانی چھڑکتے تھے اور شعر کی زبان میں دردفراق کی داستان اپنے دلدار بیگانہ کو سناتے تھے۔ امام خمینیؒ کو ہرگز شعروشاعری کا شوق نہ تھا اور نہ انہوں نے کبھی خود کو اس میں سرگرم رکھا۔ انھوں نے جب کبھی اپنے پیغام رسانی کے فریضہ سے فرصت پائی اپنے دادفراق کا حال کلمات والفاظ موزوں کے قالب میں ڈھال کر حوالہ قرطاس کردیا ان کا مقصد شعروشاعری نہ تھا بلکہ شعر ان کی پاک وبلند روح کے ہزار ہا جلوؤں میں سے ایک تھا ان کا شعر بلا ل کی جلوہ گاہ ہے۔ ان کا شعر عاشقانہ راز ونیاز، ایک ہیجان میں آئی ہوئی بیقرار اور مضطرب و بے تاب روح ہے جو عالم تنہائی میں لفظوں سے کام لے کر اپنے دل دردمند کا راز اپنے محبوب سے کہتی ہے اور اپنے معبود سے مناجات کرتی ہے وہ قافیہ اندلیش نہ تھے اور بقول مولانا روم جب خون ان کے دل میں جوش مارتا تھا تو اس خون میں شعر کا رنگ بھردیتے تھے۔امام خمینیؒ نے خود اپنی شعرگوئی کے بارے میں فرمایا ہے۔

''سچی بات یہ ہے کہ میں جوانی میں شعرگوی پر قدرت رکھتا تھا جو شعروشعور کا موسم ہوتا ہے اور اب ختم ہو چکا ہے۔ نہ فصل پیری میں کہ اسے بھی پیچھے چھوڑ چکا ہوں اور نہ عمر کے آخری لمحات میں جس سے اب دست وگریباں ہوں''

ہاں امام خمینیؒ کا شعر حالت استغراق کا پھول ، حضرت حق کے جلال وجمال کی پاکیزگی کے اقرار میں فنا ہونے کا ثمرہ اور شہود بقائے دلدار کا نتیجہ ہے۔

ہر دم اک نقش بناتا ہے تیرے رخ کا خیال
کس کو بتلائیں کہ اس پردہ میں کیاکیا دیکھا
نافہ چیں میں کہاں ، مشک ختن میں بھی کہاں
ہر سحر باد صبا میں جو تماشا دیکھا

اس طرح کے شعر جو اس حالت استغراق وشہود سے وجود میں آتے ہیں شعراء کے

درمیان رائج ومتداول ہیئت اورطرز واسلوب سے الگ ایک ہیئت اورطرز اسلوب رکھتے ہیں۔

تعبیریں اور اصطلاحیں جو آثار حضرت امام خمینیؒ میں استعمال ہوتی رہی ہیں جو عارفان شاعر اور شاعران عارف اپنے اشعار میں استعمال کرتے آئے ہیں عارفان واصل نے جن معانی کو مشاہدہ اور واردات قلبی کے احوال میں پایا اور ذوق حضور سے آزمایا انھیں الفاظ کے قالب میں ڈھالا اور رمز واستعارہ کے طور پر بیان کیا ہے کیونکہ وہ مشاہدات اور ادراکات براہ راست بیان کی گرفت میں نہیں آسکے اور کلام کا دامن ان معانی کو اپنے اندر سمو لینے کی گنجائش نہیں رکھتا۔

معانی ہر گز اندر حرف ناید
که بحر قلزم اندر طرف ناید

کوئی معنی حرف میں آتا نہیں
بحر قلزم ظرف میں آتا نہیں

امام خمینیؒ نے بلند مرتبہ عرفاء اور سلف صالح کی اصطلاحات سے استفادہ کرتے ہوئے ان کی تعبیرات کو اپنے اشعار میں استعمال کیا ہے۔ ایسا بھی ہے کہ کہیں کہیں ان مصطلحات کو استعمال کرتے ہوئے نئے مضامین اور نئے معانی مراد لئے ہیں۔ تمام مصطلحات کا مفصل بیان اس مختصر مضمون میں مشکل ہے لہٰذا بطور نمونہ چند مثالوں پر اکتفا کرتی ہوں۔

اہل عرفان نے جو اصطلاحات اپنے کلام میں استعمال کی ہیں ان میں ایک اصطلاح ''رخ'' ہے جس کے بارے میں انھوں نے بتایا ہے کہ اس سے مراد ''تجلی جمال حضرت حق'' ہے جو اعیان عالم کی ایجاد اور اسمائے الٰہی کے ظہور کے سبب ہے۔ نیز انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ''رخ'' سے مراد لطف الٰہی ہے۔

مام خمینیؒ نے بار بار لفظ رخ کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

اے خوب رخ کہ پردہ نشینی و بی حجاب

اے صد ہزار جلوہ گر و باز در نقاب
اے سراپا لطف اے پردہ نشین و بے حجاب
لاکھوں جلوے ہیں ترے پھر بھی تیرے رخ پر نقاب
با عاقلان بگو کہ رخ یار ظاہر است
کاوش بس است این ہمہ در جستجوی دوست
ظاہر ہے روئے دوست، کہو اہل ہوش سے
کافی ہے کاوش طلب و جستجوئے دوست

دوسری اصطلاح ''زلف'' ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ کلیات وجزئیات معقولات ومحسوسات ارواح واجسام اور جواہر واعراض کے مرتبہ امکانیہ سے کنایہ ہے
امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

سر زلف بکناری زن و رخسار کشا
تاجہان محو شود، خرقہ کشد سوئے فنا
زلف چہرے سے ہٹا، تابش رخسار دکھا
یہ جہاں جائے مع خرقہ سوئے دار فنا
در صید عارفان و زہستی رمیدگان
زلف چو دام و خال لبت ہمچو دانہ ہست
کرتا ہے صید عارف و ہستی رمیدہ کو
ہے زلف دام خال لب یار دانہ ہے

ایک اصطلاح عرفانی ''خال'' ہے کہتے ہیں کہ خال نقطہ وحدت حقیقی سے عبارت ہے، اور مراد وحدت ذات ہے[۷]
امام خمینیؒ اس معنی کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

من بخال لبت ای دوست گرفتار شدم

چشم بیمار ترا دیدم و بیمار شدم

زندانی خال لب دلدار ہوا ہوں

میں نرگس بیمار کا بیمار ہوا ہوں

گیسوئی یار دام دل عاشقان او

خال سیاہ پشت لبش دانہ من است.

گیسوئے یار دم دل اہل عشق ہے

خال سیاہ لب پہ جو ہے دانہ ہے مرا

''لب'' کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کلام ہے اور ''نفس رحمانی کی طرف بھی اشارہ ہے جو اعیاں پر افاضہ وجود کرتا ہے۔

شیرین لب شیرین خط و شیرین گفتار

آن کیست کہ با این ہمہ فرہاد تو نیست

کوئی شیرین لب ہو شیرین خط ہو یا شیرین مقال

پاکے سب کچھ جس کو بھی دیکھو ترا فرہاد ہے

سرفہم برقد دوست بہ خلوت گہ عشق

لب نہم برلب شیرین تو فرہاد شوم

سر ہو میرا تیرے قدموں پہ، خلوت گہہ عشق

لب ہوں تیرے لب شیرین پہ تو فرہاد ہوں میں

''ابرو'' جس سے مراد صفات الٰہی میں جو حاجب ذات ہیں اور عالم وجود صفات ہی سے رونق اور بہار جمال حاصل کرتا ہے۔

خم ابروی تو قبلہ نماز باشد

یاد تو گرہ گشای رازم باشد

ابروئے دوست قبلہ ہے میری نماز کا

اور عشق دوست پردہ کشا دل کے راز کا

فارسی:

خم ابروی کجت قبلہ محراب نیست

تاب گیسوی تو خود راز تب وتاب نیست

اردو:

خم ترے ابروکا میرا قبلہ محراب ہے

تاب گیسو پر درد دل کا پیچ و تاب ہے

عشق: حد سے بڑھی ہوئی محبت عرفان میں طلب کے ساتھ دوستی حق کو کہتے ہیں اہل معرفت کے نزدیک تمام ہستی و وجود کائنات اور حرکت افلاک عشق کی پیداوار ہے امام خمینیؒ نے فرمایا ہے۔

فارسی:

آن دل کہ بیاد تو نباشد دل نیست

قلبی کہ بعشقت نطپد جزگل نیست

آن کس کہ ندارد بسر تو راہ

از زندگی بی ثمرش حاصل نیست

اردو:

جس میں نہیں تیری یاد وہ دل کیا ہے؟

تڑپے نہ جو تیرے لئے وہ جزگل کیا ہے؟

تجھ تک نہ ملے جانے کا رستہ جس کو

اس شخص کی زندگی کیا ہے؟

خلوت ۔لغت میں غیر سے خالی جگہ اور تنہائی کو کہتے ہیں ۔اصطلاح میں بندہ کا خدا سے تنہائی میں راز کہنا اور اس کی یاد کے علاوہ کسی اور کو جگہ نہ دینا شریعت اسلام میں دوسرے مذاہب کے برخلاف خلوت اختیار کرے اور اس جیسے امور میں افراط و تفریط کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔

از خطۂ حقیقت و از خیمۂ مجاز
برخاستہ بہ خلوت دلخواہ می رسد

اردو:

تیرا رخ حق میں ہمارے ، نور خلوت گاہ ہے
یاد رخ تیری فروغ قلب نا آگاہ ہے

درویش ۔لغت میں بے نوا اور فقیر کو کہتے ہیں اور اصطلاحی اعتبار سے اہل عرفان میں وہ شخص ہے جو دنیا اور تعلقات دنیا کی طرف اعتنا نہ کرے۔اس سلسلہ میں امام خمینیؒ فرماتے ہیں۔

فارسی:

تکبیر زبان دو سوی محبوب کنم
از خرقہ برون آیم و درویش شوم

اردو:

زباں پر نعرہ تکبیر ہو اور رخ سوئے دلبر
جدا کردوں یہ خرقہ ، واقعی درویش ہوجاؤں

مختصراً یہ کہ امام خمینیؒ ایک مومن ومجتہد وتاریخ ساز انسان اور موجودہ صدی کے معمار تھے وہ ایسے مرد مجاہد تھے کہ ان کی مثال اس صدی میں نہیں ملتی انہوں نے دنیا میں ایسا ذخیرہ چھوڑا ہے جس کا ذکر لوگوں کی زبان پر تاقیامت رہے گا۔

❀❀❀❀